سندوں کے ساتھ فقہی کتابوں کی طرح ابواب وکتب پر مرتب کیا گیا ہے۔

اس کتاب کی اہم خصوصیات یہ ہیں:

۱۔ اس کے اکثر مرویات صحاح ستہ کی کتابوں میں موجود ہیں۔

امام بخاری نے ۳۰ اور امام مسلم نے ۱۴۰۵ روایات کی تخریج کی ہے۔ سنن ابی داؤد اور سنن ابن ماجہ میں سب سے زیادہ حدیثیں اسی سے لی گئی ہیں۔

۲۔ احکام ومسائل کا اس سے زیادہ جامع اور مستند کوئی اور مجموعہ نہیں ہے۔ اس میں وہی روایات شامل کی گئی ہیں۔ جن سے کوئی فقہی مسئلہ مستفیض ہوتا رہے۔ ایک فقیہہ کے لیے اس کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔

۳۔ اس میں مرفوع، متصل روایات کے ساتھ مرسل، منقطع اور موقوف حدیثیں بھی ہیں اور صحابہ کے آثار، تابعین کے فتاویٰ اور فقہاء وغیرہ کے آراء اور اقوال بھی بیان کیے گئے ہیں۔ اس سے ہر حدیث کے متعلق سلف کے تعامل اور ائمہ کے اتفاق واختلاف کا پتہ چل جاتا ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ ۱۳ جلدوں میں ہے۔

اس کے چند اجزاء مولانا عبدالتواب ملتانی (م ۱۳۶۶ھ) نے شائع کیے تھے جن پر آپ نے جامع حواشی اور تعلیقات بھی لکھے تھے۔

امام دارمی

ولادت ۱۸۱ھ وفات ۲۵۵ھ

نام عبداللہ بن عبدالرحمٰن، کنیت ابومحمد

۱۸۱ھ میں خراسان کے شہر سمرقند میں پیدا ہوئے۔ قبیلہ تمیم کی شاخ "دارم" سے تعلق رکھتے تھے، جس کی نسبت سے دارمی کہلاتے۔

اساتذہ وشیوخ:

امام صاحب نے جن نامور علماء ومشائخ سے استفادہ کیا اس کی فہرست طویل ہے۔ تاہم چند ایک مشہور تلامذہ یہ ہیں:

لیث بن سعد، جعفر بن عون، زکریا بن عدی، یزید بن ہارون، عبدالصمد بن عبدالوارث (تاریخ بغداد ج۱۰ ص ۲۹)

تلامذہ :

آپ کے تلامذہ میں بڑے بڑے نامور محدثین اور ائمۂ فن شامل ہیں۔
مثلاً امام مسلم، امام ابوداؤد، امام ترمذی، اور امام عبداللہ بن احمد بن حنبل۔
(تذکرۃ الحفاظ ذہبی)

طلبِ حدیث کے لیے سفر :

امام صاحب نے طلبِ حدیث کے لیے مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، خراسان، شام، عراق، مصر اور بغداد کا سفر کیا۔ خطیب بغدادی لکھتے ہیں :

کہ "امام دارمی کا شمار اُن محدثین میں ہوتا ہے جنھوں نے حدیث کے لیے بہت زیادہ سفر کیا۔"

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں :

"صاحبِ رحلت و اسفارت اکثر بلاد اسلام را گشتہ و علم حدیث را از بلدان بعیدہ جمع کرد۔" (بستان المحدثین)

"اکثر بلادِ اسلام کا سفر کیا اور دُور دراز شہروں میں گشت کر کے علمِ حدیث کو جمع کیا۔"

علمی مرتبہ :

حفظ و ضبط اور عدالت و ثقاہت میں ان کا کوئی ہم پلہ نہیں تھا اور علمائے کرام نے آپ کی ثقاہت و عدالت کا اعتراف کیا ہے۔

زہد و ورع :

زہد و تقویٰ کے لحاظ سے ان کا مرتبہ بہت بلند تھا۔ عبادتِ الٰہی میں بڑا انہماک تھا۔ علم و عمل دونوں کے جامع تھے۔

علمی تبحر :

حدیث سے تو آپ کو خصوصی لگاؤ تھا لیکن اس کے علاوہ دوسرے اسلامی علوم و فنون میں بھی دستگاہ حاصل تھی۔ فقہ و تفسیر میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔

(تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۹۵)

سنت و حدیث کی مدافعت :

حدیث و سنت کی مدافعت میں آپ کی خدمت قابلِ قدر ہے، حافظ ابنِ حجرؒ لکھتے ہیں

"انہوں نے حدیث کی خدمت واشاعت اور اس کی حمایت و مدافعت بھی کی اور مخالفین حدیث کا مقابلہ کر کے ان کا زور توڑ دیا۔ احادیث کے متعلق شکوک و اعتراضات کا جواب اور کذب و دروغ کی آمیزشوں سے ان کو پاک کر کے عوام خواص سب کے دلوں میں ان کی اہمیت و عظمت اور رسول اللہ کی محبت بڑھادی اور اس طرح مختلف حیثیتوں سے انہوں نے علم حدیث و آثار کو فروغ بخشا اور اپنے وطن سمرقند میں حدیث وسنت کا بول بالا کر کے لوگوں کو اس کی جانب مائل اور مخالفین حدیث کا قلع قمع کر دیا۔"

وفات:

ذی الحجہ ۲۵۵ھ کو ۷۵ سال کی عمر میں اپنے وطن سمرقند میں انتقال کیا۔ امام بخاری کو جب آپ کی وفات کی خبر ہوئی تو فرطِ غم میں سر جھکا کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا

إن عشت تفجع بالاحبة كلهم وفناء نفسك لا ابالك افجع

"اگر تو زندہ ہوتا تو احباب کی مفارقت کے صدمے برداشت کرتا، تیرا صفحۂ ہستی سے معدوم ہو جانا سب سے زیادہ دردناک سانحہ ہے۔"

تصنیفات:

امام صاحب کی طرف بہت سی تصانیف منسوب ہیں۔ مگر یہاں آپ کی مشہور کتاب سنن دارمی کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے:

سنن دارمی:

یہ ان کی سب سے مشہور کتاب ہے۔ صحاح ستہ کے بعد حدیث کی جو کتابیں زیادہ اہم اور مستند سمجھی جاتی ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے:

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"کتاب او از احسن کتب حدیث است" (اکمال شرح مشکوٰۃ ص ۱۲)

اس کی اہمیت کی بناء پر محدثین اور علمائے فن نے اس کی حدیثوں کو قابلِ احتجاج اور لائق استدلال خیال کیا ہے اور صاحبِ مشکوٰۃ امام ولی الدین خطیب نے اپنی کتاب میں اس کی احادیث شامل کی ہیں:

محدثین نے اس کے متعلق اچھی رائے قائم کی ہے۔